تفسیر القرآن بالقرآن اور مولانا مودودیؒ

نذیر احمد علائی ☆

ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء)

سید ابوالاعلیٰ مودودی بن سید احمد حسین، ۳؍رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بمطابق ۹؍ستمبر ۱۹۰۳ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا انتظام گھر پر کیا گیا۔ آپ نے ۹ سال تک گھر میں تعلیم حاصل کی، پھر آپ کے استاد مولوی ندیم احمد حسینی کے مشورہ سے آپ کو مدرسہ فرقانیہ اورنگ آباد میں داخل کرا دیا گیا۔ جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ مذہبی ماحول تھا۔ مولانا کا بچپن ریاست حیدر آباد دکن کے مشہور شہر اورنگ آباد میں گزرا۔

1918ء میں میدانِ صحافت میں قدم رکھا اور تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کی ملاقات مفتی کفایت اللہؒ سے ہوئی۔ اسی سال جمعیت علمائے ہند کی طرف سے اخبار ''مسلم'' نکالا گیا، جس کا آپ کو ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ یہاں آپ نے وسیع اور عمیق مطالعہ کیا۔

آپ کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' چھ جلدوں پر مشتمل ہے جسے آپ نے رسالہ ''ترجمان القرآن'' میں ۱۹۴۳ء سے قسط وار شائع کرنا شروع کیا اور ۱۹۷۲ء میں تفہیم القرآن کی چھٹی جلد مکمل کی۔ چونکہ تفہیم القرآن تقریباً تیس سال کی طویل مدت میں مکمل کی گئی، اور ظاہر ہے کہ اتنے طویل عرصے میں آدمی کی اپنی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور خیالات میں بھی وسعت پیدا ہوتی ہے، اس لیے تفہیم القرآن کی پہلی جلد کی بہ نسبت دوسری جلد زیادہ مفصل ہے۔ اسی طرح دوسری جلد سے تیسری اور تیسری سے چوتھی زیادہ مفصل ہے۔ اور اس کے بعد پانچویں اور چھٹی تو بہت زیادہ طویل اور مفصل ہوگئی ہیں۔ (۱)

تفہیم القرآن میں مولانا مودودیؒ نے نظم قرآن کا ایک خاص تصور پیش کیا ہے۔ انہوں نے قرآن کے مرکزی مضمون اور مدعا سے ہر سورت اور ہر آیت کا ربط بیان کیا ہے۔ پوری تفسیر میں اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ یہ کتاب کہیں اپنے موضوع، مدعا اور مرکزی مضمون (دعوت) سے نہیں ہٹی ہے، بلکہ اس کا سارا بیان نہایت ترتیب و یکسانی کے ساتھ دعوت کے محور پر گھومتا ہے۔ (۲)

قرآن میں تین قسم کا نظم ہے: (۱) قرآن کا کُلّی نظم، یعنی سورۃ الفاتحہ سے سورۃ النّاس تک۔ (۲) سورتوں کا اندرونی نظم، یعنی سورتیں آیات سے مل کر بنتی ہیں۔ ان آیات کے درمیان نظم دریافت کر کے اس کو سورت کے

☆ شعبہ دینیات، سنی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

عمود، مرکزی مضمون اور محور سے جوڑنا کسی سورت کا اندرونی نظم کہلاتا ہے[۳]۔ (۳) سورتوں کا باہمی ربط، یعنی سورتوں کی ایک خاص ترتیب وحی الٰہی کے ذریعہ قائم ہے۔ کسی سورت کا اس کی اگلی اور اس کی پچھلی سورت سے ربط وضبط جاننے کو سورتوں کا باہمی نظم کہا جاتا ہے۔

نظم قرآن ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کے بنیادی تقاضوں میں سے ہے جو ''تفہیم القرآن'' میں صاف نظر آتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی مثالیں

مولانا مودودیؒ نے قرآن کریم کی آیات کے مفہوم کو دیگر آیاتِ قرآنیہ سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) ارشاد ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (الاسراء)

مولانا نے مذکورہ آیت کے ذیل میں چند آیات کو نقل کیا ہے اور ان کی روشنی میں نماز کے اوقات کو بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں قرآن مجید میں ان پانچوں نمازوں کے اوقات کے بارے میں مختلف اشارے ملتے ہیں، جیسے کہ:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ﴾ (ھود:۱۱۴)

مولانا لکھتے ہیں کہ دونوں کناروں سے مراد فجر اور مغرب ہیں، اور کچھ رات گزرنے سے مراد عشاء ہے۔

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ﴾ (طٰہٰ:۱۳۰)

مولانا فرماتے ہیں کہ طلوعِ آفتاب سے پہلے فجر مراد ہے اور غروبِ آفتاب سے پہلے عصر مراد ہے۔

پھر سورۃ الروم کی آیات:

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝﴾

ذکر کرتے ہیں۔ مولانا رقم طراز ہیں کہ شام کرتے ہوئے سے مراد مغرب ہے، اور صبح کرتے ہوئے سے مراد فجر ہے، اور دن کے آخری حصہ سے مراد عصر ہے، اور دوپہر کرتے ہوئے سے مراد ظہر ہے۔ الغرض مولانا نے ایک آیت کی تفسیر میں مزید مختلف سورتوں کی آیات ذکر کر کے اوقاتِ نماز کو بیان کیا ہے۔[۴]

(۲) سورۃ الاسراء میں ارشاد ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝﴾

مولانا لکھتے ہیں کہ یہاں روح سے مراد وحی یا وحی لانے والا فرشتہ ہے[۵] اور اس کی تائید میں مزید قرآنی آیات ذکر کرتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ لِيُنۡذِرَ يَوۡمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾﴾ (المؤمن)

اسی طرح سورۃ الشوریٰ (آیت ۵۲) میں ارشاد ہوا:

﴿وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ﴾[۶]

روح کے سلسلے میں دیگر مفسرین کے آراء و افکار:

(۱) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ روح سے مراد وحی ہے اور تائید میں قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں:

﴿يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ﴾ (النحل:۲)[۷]

(۲) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ روح کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس کام کے لیے جو چیز پیدا کی گئی' ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم دیا ''کُن'' (اس کام میں لگ جا) بس یہی اس کی روحِ حیات ہے۔[۸]

(۳) امین احسن اصلاحی روح سے مراد وحی الٰہی لیتے ہیں۔[۹]

(۴) مفتی محمد شفیعؒ' ثناء اللہ پانی پتیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ روح حق تعالیٰ کے حکم 'کُن'' سے پیدا ہونے والی چیز ہے۔[۱۰]

(۵) مولانا آزاد 'مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ'' کے تحت لکھتے ہیں کہ روح پروردگاری ہے' اور پروردگاری یہی چاہتی ہے کہ یہ جوہر پیدا ہو۔[۱۱]

(۶) علامہ ابن کثیر چند اقوال بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں'' فحاصل ما نقول : ان الروح ھی اصل النفس و مادتھا''۔[۱۲]

(۷) امام ابن جوزی' حضرت حسنؒ اور قتادہؒ سے یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ روح سے مراد قرآن کریم یا جبرائیلؑ ہے۔[۱۳]

(۸) امام رازی نے چند اقوال ذکر کیے ہیں' جن میں یہ بھی ہے کہ روح سے مراد قرآن یا جبرائیلؑ ہے۔[۱۴]

سورۃ الاحزاب کی روشنی میں تفسیر القرآن بالقرآن کی چند مثالیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـىِٔۡ تُظٰهِرُوۡنَ مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ﴾ (الاحزاب:۴)

مذکورہ آیت کے بارے میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت کا ظہار سے متعلق شرعی قانون درج ذیل آیات میں بیان ہوا ہے' جیسے:

﴿اَلَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِهِمۡ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓـىِٔۡ وَلَدۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ مُنۡكَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ يَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۳﴾ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنۡ لَّمۡ

يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴﴾ (المجادلہ)(۱۵)

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے سلسلے میں مولانا مودودیؒ کہتے ہیں کہ یہاں عہد سے مراد یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی خود اطاعت کرے گا اور دوسروں سے کرائے گا۔ پھر اس کی توضیح میں متعدد آیات پیش کرتے ہیں، جیسے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ﴾ (الشوریٰ:۱۳)

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ﴾(آل عمران:۱۸۷)

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫﴾ (البقرۃ:۸۳)

﴿اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶۹ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝۱۷۰ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۱﴾ (الاعراف)

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷﴾ (المائدۃ)(۱۶)

ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝۲۲﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے بارے میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ وعدے کا جو مفہوم صادق الایمان مسلمانوں نے سمجھا وہ یہ ہے کہ سخت آزمائشوں اور مشکل ترین مصائب سے گزرنا ہوگا، گراں ترین قربانیاں دینی ہوں گی، تب جا کر اللہ تعالیٰ کی عنایات ملنے کی توقع ہوگی۔ پھر آپ تفسیر کے طور پر درج ذیل آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝۲۱۴﴾ (البقرۃ)

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳﴾ (العنکبوت)[۱۷]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰﴾ (الاحزاب)

اس آیت کے ضمن میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے مقصود حضور ﷺ کی ازواج کو یہ احساس دلانا تھا کہ اسلامی معاشرے میں ان کا مقام جس قدر بلند ہے اسی کے لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت سخت ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں کہ یہ اسی طرح سے ہے جیسے نبی ﷺ کو اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵﴾ (الزمر)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے واسطہ سے عام انسانوں کو شرک سے سخت احتراز کا احساس دلانا تھا۔[۱۸]

ارشادِ ربانی ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے متعلق مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں' کہ اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے کہ یہ کسی ایسی عورت کو زیب نہیں دیتا جس کے دل میں اللہ کا خوف اور بدی سے پرہیز کا جذبہ ہو۔ بالفاظ دیگر یہ مومنات ومتقیات کا طرزِ کلام نہیں ہے۔ پھر تشریح کے طور پر اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱﴾ (النور)[۱۹]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے تحت مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ تبرج کے معنی عربی زبان میں نمایاں ہونے' اُبھرنے اور کھل کر سامنے آنے کے ہیں۔ یہ لفظ قرآن میں تین جگہ آیا ہے:

(۱) جہاں اللہ کی راہ میں لڑنے سے جی چرانے والوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں حق کے خلاف جاہلیت سا گمان رکھتے ہیں۔ جیسے:

﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾﴾ (آل عمران)

(۲) اس آیت میں خدا کے قانون کے بجائے کسی اور قانون کے مطابق اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے والوں کے متعلق فرمایا گیا' کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ جیسے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾﴾ (المائدة)

(۳) جہاں کفارِ مکہ کے اس فعل کو ''حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ'' کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ انہوں نے محض تعصب کی بنا پر مسلمانوں کو عمرہ نہ کرنے دیا۔ جیسے:

﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾﴾ (الفتح)

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾﴾ (الاحزاب)

مولانا فرماتے ہیں کہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل البیت سے مراد نبی ﷺ کی بیویاں ہیں' کیونکہ قرآن مجید میں اور دو جگہ پر یہ لفظ آیا ہے' دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیویاں شامل' بلکہ مقدم ہیں۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾﴾ (هود)

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾﴾ (القصص)[20]

سورۃ الاحزاب میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾﴾

اس آیت کے ضمن میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ یہاں آیات اللہ سے مراد تو کتاب اللہ کی آیات ہی

ہیں، مگر حکمت کے لفظ میں وسعت ہے، جس میں وہ تمام دانائی کی باتیں آ جاتی ہیں جو نبی ﷺ لوگوں کو سکھاتے تھے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ''مَا یُتْلٰی'' تلاوت کا لفظ قرآن میں اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا، بلکہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے سورۃ البقرۃ میں یہ لفظ جادو کے ان منتروں کے لیے استعمال کیا گیا ہے جو شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سناتے تھے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ﴾ (البقرۃ: ۱۰۲) (۲۱)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَّاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا﴿۴۴﴾﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے سلسلے میں مولانا مودودیؒ کہتے ہیں کہ اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اللہ خود السلام علیکم کے ساتھ ان کا استقبال فرمائے گا، جیسا کہ: ﴿سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴿۵۸﴾﴾ (یٰسٓ) دوسرے یہ کہ ملائکہ ان کو سلام کریں گے، ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۳۲﴾﴾ (النحل)

تیسرے یہ کہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، جیسے اللہ کا فرمان ہے:

﴿دَعْوٰىھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴿۱۰﴾﴾ (یونس) (۲۲)

ارشادِ ربانی ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴿۴۵﴾﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے متعلق مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں، کہ شہادتیں تین قسم کی ہیں: قولی، عملی اور اُخروی۔

(۱) قولی شہادت: یعنی اللہ کا دین جن حقائق اور اصولوں پر مبنی ہے، نبی ﷺ ان کی صداقت کا گواہ بن کر کھڑا ہو، دنیا سے صاف کہہ دے کہ وہی حق ہیں اور ان کے خلاف جو کچھ ہے باطل ہے۔

(۲) عملی شہادت: نبی ﷺ اپنی پوری زندگی میں اس مسلک کا عملاً مظاہرہ کرے جسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے وہ اٹھا ہے۔

(۳) اُخروی شہادت: یعنی آخرت میں جب اللہ کی عدالت قائم ہو اس وقت نبی ﷺ اس امر کی شہادت دے کہ جو پیغام اس کے سپرد کیا گیا تھا وہ اس نے بے کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیا۔ ظاہر بات ہے کہ نبی ﷺ سے دینِ حق کی قولی و عملی شہادت پیش کرنے میں ذرّہ برابر بھی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ہے، تبھی تو آخرت میں آپ یہ شہادت دے سکیں گے۔ مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں شہادت سے مراد اُخروی شہادت ہے۔ پھر درج ذیل آیات تائید میں دیتے ہیں۔ جیسے:

﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴿۱۰۹﴾﴾ (المائدۃ)

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾﴾ (المائدۃ)

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ﴾ (البقرۃ:۱۴۳)

﴿وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۸۹﴾﴾ (النحل)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز نبی ﷺ کی شہادت اپنی نوعیت میں اس شہادت سے مختلف نہ ہو گی جسے ادا کرنے کے لیے حضور ﷺ کی امت کو اور ہر اُمت پر گواہی دینے والے شہداء کو بلایا جائے گا۔

مولانا مودودیؒ کہتے ہیں کہ انبیاء کا کام بندوں کے اعمال پر گواہی دینا نہیں' جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾﴾ (سبا)

اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دوسرا انتظام فرمایا ہے کہ فرشتے ہر شخص کا نامہ اعمال تیار کر رہے ہیں' جیسے ملاحظہ ہو:

﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾﴾ (قٓ)

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾﴾ (الکهف)

لوگوں کے اعضاء خود ان کے اعمال کے سلسلے میں شہادت دیں گے' جیسے:

﴿اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾﴾ (یٰسٓ)

﴿حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ (حٰم السجدہ ۲۳)

ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۴۹﴾﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے تحت مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا تھا' پھر خلوت سے پہلے طلاق دی گئی' تو اس صورت میں نصف مہر دینا واجب ہوگا' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ؕ وَلَا تَنْسَوُا

﴿الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾﴾ (البقرۃ)

پھر اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس صورت میں عورت کو کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرنا واجب ہے جیسے ارشاد باری ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾﴾

البقرہ)[۲۴]

ارشاد ربانی ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾﴾ (الاحزاب)

اس آیت کے بارے میں مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ منکوحہ بیویوں کے علاوہ مملوکہ عورتوں سے بھی تمتع کی اجازت ہے اور ان کے لیے تعداد کی کوئی قید نہیں ہے۔ پھر درج ذیل آیت کا حوالہ دیتے ہیں:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾﴾ (النساء)

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾﴾ (المؤمنون)

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾﴾ (المعارج)[۲۵]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے تحت مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ اس میں ایک حکم کی تمہید ہے اور اس کی تشریح یہ آیت کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾﴾ (النور)[۲۶]

ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾﴾ (الاحزاب)

مذکورہ آیت کے ضمن میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہ حکم اور مقصدِ حکم جو اللہ نے خود بیان کر دیا ہے اسلامی قانونِ معاشرت کی روح کو ظاہر کر رہا ہے۔ پھر تفسیر کے طور پر اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ
اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ
لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ
وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾﴾ (النور)(۲۷)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ
قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾
وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ
الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾﴾ (الاحزاب)

مولانا مودودیؒ مذکورہ آیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مضمون قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔ مثال کے طور پر حسبِ ذیل مقامات ملاحظہ ہوں:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا
هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ
اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾﴾ (الاعراف)

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ
اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾﴾ (النّٰزعٰت)

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ
عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾﴾ (سبا)

﴿قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ
وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾﴾ (الملک)

﴿وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلۡ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۷﴾﴾ (المطففین)

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۲﴾ ذَرۡهُمۡ يَاۡكُلُوۡا وَيَتَمَتَّعُوۡا وَيُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳﴾﴾ (الحجر)

﴿وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾﴾ (الفرقان)

﴿وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيۡقَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَذَابًا شَدِيۡدًا ۙ وَّلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِىۡ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِيۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِيَكُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِيۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ (حٰمٓ السجدۃ)(۴۸)

اس طرح مولانا مودودیؒ اپنی تفسیر ''تفہیم القرآن'' میں ایک مسلمہ اصول ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس تفسیر کو مطلقاً ''تفسیر بالرّای'' کہنا خلافِ حقیقت ہوگا۔ گویا اہل زمانہ کے فہم کے مطابق آپ نے قرآن مجید کی خدمت کی اور قرآن فہمی میں اس طبقہ کی قابل قدر امداد کی جو براہ راست عربی تفاسیر سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا آپ کی یہ کوشش لائق ستائش ہے۔

حوالہ جات

(۱) اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ۲۱/۱ ۴۷ تا ۴۵۷، دانش گاہ پنجاب لاہور۔

(۲) مولانا مودودی: ص ۴۶۱ تا ۴۶۸، سید اسعد گیلانی۔

(۳) واضح رہے کہ نظم قرآن کے سلسلہ میں عمود کی اصطلاح مولانا حمید الدین فراہیؒ نے، مرکزی مضمون کی اصطلاح مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اور محور کی اصطلاح سید قطبؒ نے استعمال کی ہے۔

(۴) تفہیم القرآن: ۶۳۳/۲، ۶۳۴، ابوالاعلیٰ مودودی

(۵) مولانا کا یہ قول محلِ نظر ہے۔ اس آیت مبارکہ میں روح سے مراد وہ روح ہے جس کا ذکر قرآنی آیت ﴿فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ﴾ (الحجر:۳۲، ص ۳۸) میں ہے۔ اس میں ایک انتہا پر تو وہ لوگ ہیں جو روح کے مادی جسم کے علاوہ ذاتی تشخص کے قائل ہی نہیں ہیں، جیسا کہ مولانا مودودیؒ نے ''وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ'' میں روح سے مادی جسم کی صفات، حیات، علم، قدرت، ارادہ اور اختیار وغیرہ لیا ہے، جبکہ دوسری انتہا بعض متصوفانہ حلقوں سے سامنے آئی کہ جس کے مطابق روح اللہ کے وجود سے علیحدہ ہونے والا ایک خدائی عنصر ہے جو

مادی جسم میں ایک علیحدہ تشخص رکھتا ہے۔ سلف صالحین کے صحیح موقف کے مطابق روح کا مادی جسم کے علاوہ اپنا وجود ہے۔ یہ غیر فانی ہے‘ جو ہر حیات ہے اور ایسی مخلوق ہے جو امر ربی سے وجود میں آئی ہے۔ (حاشیہ از ادارۂ تحریر)

(۶) تفہیم القرآن: ۲/۶۴۹‘ ابوالاعلیٰ مودودی

(۷) تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن: ص ۲۰۷‘ مولانا ثناء اللہ امرتسری

(۸) تفسیر عثمانی: ص ۳۸۸‘ مولانا شبیر احمد عثمانی

(۹) تدبر قرآن: ۳/۸۳۷‘ امین احسن اصلاحی

(۱۰) معارف القرآن: ۵/۹۵‘ مفتی محمد شفیع صاحبؒ

(۱۱) ترجمان القرآن: ۴/۳۳۱‘ مولانا ابوالکلام آزادؒ

(۱۲) تفسیر القرآن العظیم: ۳/۱۳۹‘ علامہ ابن کثیرؒ

(۱۳) زاد المسیرۃ: ۵/۸۲‘ ابن جوزیؒ

(۱۴) التفسیر الکبیر: ۲۱/۳۶۔۲۲‘ امام رازیؒ —— اس جگہ کچھ خلط مبحث ہو گیا ہے۔ ایک بحث یہ ہے کہ بعض سلف صالحین نے اس آیت مبارکہ ’’وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ‘‘ میں روح سے کیا مراد لیا ہے‘ کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن مجید میں اس لفظ کا اطلاق ایک سے زائد معانی پر ہوا ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ روح بمعنی جسم انسانی میں ایسا جوہر حیات‘ جو مادی جسم کے علاوہ وجود رکھتا ہے اور چار ماہ کے جنین میں بامر ربی داخل کیا جاتا ہے‘ تو اس کا کوئی بھی سلف میں انکار کرنے والا نہیں ہے۔ اگرچہ روح کی ضمنی تعریف میں کچھ اختلاف ہو تو ہو لیکن تصور (concept) ایک ہی ہے۔ روح کا تصور مذاہب کی تاریخ میں اس قدر ہمہ گیر ہے کہ دین اسلام کے علاوہ سامی ادیان اور غیر سامی ادیان دونوں میں روح کا تصور پایا جاتا ہے۔ مثلاً بدھ مت میں دو روایات میں سے معروف روایت کے مطابق خدا کا اثبات نہیں‘ لیکن روح کو وہ بھی مانتے ہیں۔ یہ ایک عجیب نکتہ ہے کہ ہندوستان‘ چین اور جاپان میں پیدا ہونے والے غیر آسمانی مذاہب بھی روح اور روحانی زندگی کے شد و مد سے قائل رہے ہیں۔ (حاشیہ از ادارۂ تحریر)

(۱۵) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب‘ ص ۲۱۔ ابوالاعلیٰ مودودیؒ اشاعت‘ اپریل ۲۰۱۰ء

(۱۶) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۲۶۔۲۷

(۱۷) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۳۱

(۱۸) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۴۳

(۱۹) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۴۵

(۲۰) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۴۷۔۴۸

(۲۱) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۵۱

(۲۲) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۶۴۔۶۵

(۲۳) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۶۵ تا ۶۷

(۲۴) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۷۲

(۲۵) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۸۲

(۲۶) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۸۳

(۲۷) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۹۷

(۲۸) تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب: ص ۱۰۱